امام احمد رضا
اور
فنِ تفسیر
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی
نور اللہ مرقدہٗ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم

# امام احمد رضا
# اور
# فنِ تفسیر

## (فنِ تفسیر کا امام)

از

فیضِ ملت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ھند

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

**نوٹ:** اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ (پارہ۲۳، سورۃ الزمر، آیت۲۲)

**ترجمہ کنزالایمان:** تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

یہ شرح صدر ہی تو تھا کہ قلیل عرصہ میں جملہ علوم وفنون سے فراغت پالی ورنہ عقل کب باور کرسکتی ہے کہ چودہ سال کی عمر میں علوم وفنون ازبر ہوں۔

**ایں سعادت بزور بازو نیست  تانہ بخشد خدائے بخشندہ**

یعنی یہ سعادت بزور بازو نہیں ملتی جب تک کہ بخشنے والا خداوند تعالیٰ نہ عطا کرے۔

اور یہ علوم وفنون صرف ازبر نہ تھے بلکہ ہرفن پر مبسوط تصانیف موجود ہیں اور وہ بھی کسی سے مستعار نہیں بلکہ قلم رضوی کے اپنے آب دار موتی ہیں اور تحقیق کے ایسے بہتے ہوئے بحرِ ذخار کو دیکھ کر بڑے بڑے محققین انگشت بدنداں ہوجاتے ہیں۔ آپ کو قلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور شواہد بتاتے ہیں کہ جس بندہ خدا کو جس فن کی مہارت نصیب ہو وہ دوسرے فن میں ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے مثلاً امام بخاری قدس سرہ کو دیکھئے کہ دنیائے اسلام نے فن حدیث کا انہیں ایسا امام مانا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن فقہاء کے استنباط اور تاریخی حیثیت سے آپ کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو فن حدیث میں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ خصوصیت ہے کہ فن کے ماہرین نے مانا ہے کہ آپ ہرفن میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں چنانچہ شاعروں نے آپ کو امام شعراء سمجھا، فقہاء نے آپ کو وقت کا ابوحنیفہ مانا، محدثین نے امیر الحدیث وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے لئے فرمایا اور بجا فرمایا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم  جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اس وقت فقیر کا موضوع سخن فن تفسیر ہے واضح کروں گا کہ آپ اس فن کے بھی مسلم امام ہیں اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پورے قرآن پاک کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن حق یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے تفسیری عبارات جمع کئے جائیں تو ایک مبسوط تفسیر معرضِ وجود میں آ سکتی ہے چنانچہ فقیر اویسی غفرلہ نے اس کام کا آغاز کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

**شرائط فن تفسیر** امام جلال الملۃ والدین حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ مفسر اس وقت تفسیر قرآن لکھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتا ہے جب چودہ فنون کی مہارت حاصل کر لے ورنہ تفسیر نہیں تحریف قرآن کا مرتکب ہوگا۔

اس قاعدہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نہ صرف ان چودہ فنون کے ماہر ہیں بلکہ پچاس فنون پر کامل دسترس رکھتے ہیں بلکہ بعض فنون پر آپ کی درجنوں تصانیف ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کو مستقل طور پر تفسیر لکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن آپ کی تصانیف سے قرآنی ابحاث کی ایک ضخیم تفسیر تیار ہوسکتی ہے اور فقیر اُویسی نے اس کے اکثر اجزاء کو جمع کیا ہوا ہے بنام ''تفسیرِ امام احمد رضا'' خدا کرے کوئی بندہ اس کی اشاعت کیلئے کمربستہ ہوجائے۔ (آمین)

علاوہ ازیں تفاسیر پر آپ کی عربی حواشی کے اسماء ملتے ہیں مثلاً

(۱) الزلال الانقى من بحر سبقة الاتقى
(۲) حاشيه تفسير بيضاوى شريف
(۳) حاشيه عنايت القاضى شرح تفسير بيضاوى
(٤) حاشيه معالم التنزيل
(٥) حاشيه الاتقان فى علوم القرآن سيوطى
(٦) حاشيه الدر المنثور (سيوطى)
(۷) حاشيه تفسير خازن

علاوہ ازیں بعض آیات اور سورتوں پر آپ کی متعدد تصانیف موضوع تفسیر پر ملتی ہیں جنہیں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا ہے چند ایک کے اسماء درج ہیں:

(۸) ''انوار العلم فى معنٰى ميعادِ واستجب لكم '' فارسی زبان میں ہے ۱۳۲۷ء تک غیر مطبوع تھی اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اجابت دعا کے کیا کیا معنی ہیں۔ اثر ظاہر نہ ہونا دیکھ کر بے دل ہونا حماقت ہے۔

(۹) ''الصمصام على مشكك فى آية علوم الارحام'' اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے پادریوں کا رد فرمایا ہے اردو زبان میں طبع شدہ موجود ہے۔

(۱۰) ''انباء الحى ان كلامه المصون تبيان لكل شيئ '' عربی اردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں اشیائے عالم کی ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

(۱۱) ''النفحة الفائحة من مسلك سورة الفاتحه'' اردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے

بزم فیضانِ اویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

سورۃ فاتحہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو ثابت فرمایا ہے۔

(۱۲)''نائل الراح فی فرق الریح والریاح'' فارسی زبان میں ہے۔

مذکورہ رسائل صرف تفسیر سے متعلق ہیں۔بعض اوقات کسی مسئلہ کے متعلق استفسار پر آپ نے تفسیری نقطہ نگاہ سے حل فرمایا۔

دراصل آپ کو عالم دنیا سے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے فتاوی کے جوابات سے فرصت کم ملی ورنہ اگر اس طرف توجہ دیتے تو تفسیر کا ایک جز ہزاروں صفحات پر پھیلتا۔صرف بسم اللہ شریف کی تقریر پر مختصر سے وقت میں آپ کا ایک طویل مضمون موجود ہے جو آپ نے عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر بریلی شریف میں بیان فرمایا تھا جو سوانح اعلیٰ حضرت میں صفحہ 98 سے شروع ہوکر صفحہ 112 تک ختم ہوتا ہے۔اسی طرح پھر دوسرا وعظ صفحہ 112 سے شروع ہوکر صفحہ 131 تک ختم ہوا یہ بھی تقریر کے رنگ میں ہوا جو تحریر کے میدان میں کوسوں دور سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اتنے صفحات کا مضمون بیان کر جانا کسی مردِ میدان کا کام ہے اور وہ بھی مفسرانہ رنگ میں اور پھر تفسیر سورہ والضحیٰ لکھی تو سینکڑوں صفحات پھیلا دیئے۔جس کی ایک ایک سطر کئی تفاسیر کے مجموعے کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ کو رشک ہوگا کہ ایسے بحرِ بے پایاں کے قلم سے جس طرح فقہ اور حدیث اور دیگر فنون کے دریا بہائے گئے ہیں کچھ تفسیری نوٹ بھی آپ کی یادگار رہوں تو زہے قسمت اگر چہ اجمالی طور پر ہی سہی چنانچہ صدر الشریعۃ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں سے نوازے انہوں نے اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عدیم الفرصتی کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ لکھوا ہی لیا چنانچہ سوانح نگار حضرات قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ صدر الشریعۃ حضرت مولانا حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے گزارش کی آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعۃ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا:''چونکہ ترجمے کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں'' چنانچہ حضرت صدر الشریعۃ ایک دن قلم ودوات لے کر حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر ترجمہ آیۂ کریمہ کا فرماتے جاتے اور حضرت صدر الشریعۃ لکھتے جاتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر وحدیث ولغت کو ملاحظہ فرماتے اور آیات کو سوچتے

پھر ترجمہ بیان فرماتے قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے تھے جیسے کوئی پختہ یاداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف پڑھتا چلا جاتا ہے۔علمائے کرام جب دوسری تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل عین مطابق ہے۔الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آئی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ختم ہوگیا اور حضرت صدرالشریعۃ کی کوشش بلیغ کی بدولت سنیت کو کنزالایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

( فجزاء اللّٰہ تعالیٰ عنا و عن جمیع اهل السنة جزاء کثیرا و اجرا جزیلا )

حضرت محمد کچھوچھوی سیّد محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے علم قرآن کا اندازہ اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثالِ سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا یہ بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت قرآن مجید کی تفسیر ہے اور اردو زبان میں روح قرآن ہے بلکہ فقیر اویسی کا ذوق یوں گواہی دیتا ہے:

**ہست قرآن بزبان اردوی ہمچوں مثنوی بزبان پهلوی**

اس ترجمہ کی شرح میں حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔لیکن اگر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ

**ترجمہ قرآن شئی دیگر است و علم القرآن شئی دیگر ست**

**فائدہ** علمائے دیوبند نہ صرف حریف بلکہ وہ آپ کو ہر معاملے میں ترچھی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا قرآن مجید کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے۔(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

اور آپ کے ترجمے کے مقابلے میں موجود دور کے تمام اردو تراجم کو دیکھا جائے تو ان میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اس لئے محققین نے اس کو دیکھ کر ذیل کی آراء قائم فرمائی ہیں۔

(۱) ترجمہ اعلیٰ حضرت تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔

(۲) اپنی تفویض کے مسلک اسلم کا عکس ہے۔

(۳) اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا موید ہے۔

(۴)زبان کی روانی اورسلامت میں بے مثل ہے۔

(۵)عوامی لغات وبازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔

(۶)قرآن پاک کے اصل منشاءمراد کو بتایا ہے۔

(۷)آیات ربانی کے اندازخطاب کو پہنچا ہے۔

(۸)قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۹)قادرمطلق کی روائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لگانے والوں کیلئے تیغ بران ہے۔

(۱۰)حضرات انبیاءعلیہم السلام کی عظمت وحرمت کا محافظ ونگہبان ہے۔

(۱۱)عام مسلمین کیلئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے۔

(۱۲)لیکن علماءکرام ومشائخ عظام کیلئے معرفت کا امنڈتا ہوا سمندر ہے۔

بس اتناہی سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادرمطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اورکنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔
فقیر نے جہاں بھی آپ کی تصانیف میں تحقیق مفسرانہ دیکھی تو رازی وغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قلم سے آفرین وتحسین سنی اختصار کے پیش نظر چندایک نظائر مشتے نمونہ خروارملاحظہ ہوں جوآپ کی تصنیف سے اخذ کئے گئے ہیں۔

**پیشانی کا داغ**﴾سائل نے صرف اتنا استفسار کیا کہ بعض نمازیوں کو بہ کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہوجاتا ہے اس سے نمازی کو قبروحشر میں خداوندکریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یانہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہوتا ہے، یہ قول زید کا باطل ہے یانہیں؟

اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کوجنبش آئی تو چھ صفحات مفسرانہ حیثیت سے لکھے اورثابت فرمایا کہ اس نشانی کے متعلق چارقول ماثور ہیں اورہرایک کا حکم جداجدا اورآیت سِیۡمَاھُمۡ فِیۡ وُجُوۡھِھِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ۔ (پارہ۲۶،سورۃالفتح،آیت ۲۹)﴿**ترجمہ کنزالایمان**: ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔﴾کا ایسا مفہوم ادافرمایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان اوہام کا ازالہ فرمایا جو پیشانی کے داغ کو ''سِیۡمَاھُمۡ فِیۡ وُجُوۡھِھِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ''میں سمجھتے ہیں۔(فتاوی افریقہ) [۱]

یہ مضمون سوانح احمد رضا میں چندصفحات پر پھیلا ہوا ہے جونہایت قابلِ مطالعہ ہے اورتمام تحقیق تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے مزین ہے۔

---

[۱] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ،مسئلہ۵۳،صفحہ۵۶،مکتبۂ نوریہ رضویہ،گلبرگ اے،فیصل آباد)

**آیت میثاق** ﴿"وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ "(پارہ۳،سورۂ آل عمران،آیت ۸۱) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت مطلقہ پر گفتگو فرماتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا **اقول و باللّٰہ التوفیق** پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن کریم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا!

**اوّلا**﴿ انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں زنہار حکم الٰہی کے خلاف ان سے کوئی کام صادر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ بہ طریق امر انہیں فرماتا کہ اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد عہد "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کا دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللّٰہ** کے ساتھ **محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم** تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیّت الٰہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان (صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وبارك و شرف و بجل وعظم)

**ثانیا**﴿ اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا "لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ "(پارہ۳،سورۂ آل عمران،آیت ۸۱)﴿**ترجمہ**: تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔﴾ جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین لی جاتی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

**مسئلہ**﴿ بیعت اس آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

**ثالثاً**﴿ نون تاکید

**رابعاً**﴿ وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقل تاکید اور دوبالا فرمایا۔

**خامساً**﴿ یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائیں کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتا ہے "ءَاَقْرَرْتُمْ" کیا اس امر پر اقرار لاتے ہیں یعنی کمال وتعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

**سادساً**﴿ اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا" وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی " خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمّہ لو۔

**سابعاً**﴿"علیہ" یا "علی ھذا" کی جگہ" عَلٰی ذٰلِکُمْ" فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

**ثامناً**﴿ اور ترقی ہوئی کہ " فَاشْھَدُوْا" ایک دوسرے پر گواہ ہو جائے۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کرکے مکر جانا ان پاک مقدّس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

**تاسعاً**﴿ کمال یہ ہے کہ صرف ان کی گواہی پر اکتفاء نہ ہوا بلکہ فرمایا "وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ" میں خود بھی

بزم فیضان اویسیہ www.Faizahmedowaisi.com

تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

**عاشراً** سب سے زیادہ نہایت کاریہ ہے کہ اس عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد آ نکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥

(پارہ۳،سورۂ آل عمران،آیت۸۲)

**ترجمہ**: تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اللہ اللہ یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں بیان فرماتا ہے: وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ٥

(پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت۲۹)

**ترجمہ**: اوران میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزاول لا الہ الا اللّٰہ کا اہتمام ہے یوں ہی جزدوم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم سے اعتنائے تام ہے کہ میں تمام جہانوں کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سرنہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول ومقتداء کہ انبیائے مرسلین بھی اس کی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔(تجلی الیقین) [۲]

اوراس سے قبل اس آیۃ کا تبصرہ کئی صفحات پر فرمایا تبصرہ کر کے پھر معتبرہ تفاسیر اور محققین علمائے کرام کی تصانیف کے خلاصہ کو دریا کوزہ کی مثالی قائم فرمائی۔

**کلی علم غیب** اور یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حصہ تھا کہ جب اعدائے دین نے شان نبوت وولایت پر ہاتھ ڈالا تو اعلیٰ حضرت کا قلم ڈھال بنا اور مذہب مہذب اہل سنت کے جمیع مسائل کو قرآنی اصول کے مطابق ڈھالنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ حقیقت کو نصف النہار سے زیادہ آشکارا فرمایا چنانچہ علم غیب کلی اہل سنت اور مخالفین کے مابین نزاع کا ایک اہم مسئلہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب گویا ہوئے تو جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ساتھ لیا۔

---

[۲] (فتاوی رضویہ،فضائل وخصائص،جلد۳۰،صفحہ۱۳۵،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علم غیب کلی کا دعویٰ یوں تحریر فرمایا بے شک حضرت عزت وعظمت نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اوّلین وآخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تا مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا ملکوت السموٰت والارض کا شاہد بنایا روز اوّل سے روز آخرت یعنی روز قیامت تک کے سب ما کان و ما یکون انہیں بتائے اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے باہر نہ رہا، علم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا الحمدللہ حمداً کثیرا بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں '' صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و علٰی و آلہ واصحابہ اجمعین و بارك و کرم وسلم'' بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک و مولا جل وعلا (والحمدللہ العلی الاعلیٰ) کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بہت شافی و بیان وافی ہے اس کے بعد آپ علم غیب کے مسئلہ کو قرآنی آیات سے ثابت فرما کر آخر میں اصول قرآنی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

**عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ** ﴾اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص تراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمداللہ کیسے نص صریح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ما کان و ما یکون الیٰ یوم القیامۃ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب سماء وارض عرض فرش میں کوئی ذرّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے باہر نہ رہا۔

جو کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اصول تفسیر کے طور پر اپنا مسلک واضح فرمایا وہی اصول امام سیوطی سینکڑوں سال پہلے بیان فرما گئے چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اَلْعَامُّ لَفْظٌ یَسْتَغْرِقُ الصَّالِحَ لَهُ مِنْ غَیْرِ حَصْرٍ وَصِیْغَتُهُ" کُلُّ" مُبْتَدَأً ہ نحوَ:{کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ أَوْ تَابِعَةٌ نحوَ}::{فَسَجَدَ الْمَلَائِکَةُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ}

والجمع الْمُضَافُ نَحْوَ:{يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلادِكُمْ}والمعرف بِأَلْ نَحْوَ:{قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ}

{فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ} (الاتقان فی علوم القرآن) ۳

یعنی عام ایک ایسا لفظ ہے جو ہر اُس معنیٰ کو شامل ہوتا جو اُس کے مناسب ہو بغیر کسی تخصیص اور تعین کے اور اُس کا مخصوص صیغہ ''کل'' ہے جبکہ وہ مبتداء واقع ہو جیسے ''کل من علیھا فان'' یا وہ لفظ جو ''کل'' کے تابع واقع ہوتا ہے جیسے ''فسجد الملائکۃ کلھم أجمعون'' (یہاں ''کلھم'' میں جو ''کل'' مضاف ہے وہ ملائکہ کے تابع ہے جو کہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے) اور وہ جمع بھی جو مضاف ہوتا ہے جیسے ''یوصیکم اللّٰہ فی أولادکم'' میں اولاد جمع ہے اور مضاف واقع ہوا ہے ''کم'' ضمیر کی طرف یا وہ لفظ معرفہ ہو الف لام کے ذریعے جیسے ''قد أفلح المؤمنون'' میں ''المؤمنون'' عام ہے اور الف لام کے ذریعے معرفہ بنایا گیا ہے۔

مِنْ خَاصِّ الْقُرْآنِ مَا كَانَ مُخَصِّصًا لِعُمُومِ السُّنَّةِ وَهُوَ عَزِيزٌ (الاتقان فی علوم القرآن) ۴

یعنی عمومِ سنت سے حکم خاص کیا جاتا ہے وہ خاص بالقرآن کی منزل میں ہے جیسے ''عزیز'' کہتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ الْحَصَّارِ:إِنَّمَا يُرْجَعُ فِي النَّسْخِ إِلَى نَقْلٍ صَرِيحٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ صَحَابِيٍّ يَقُولُ آيَةُ كَذَا نَسَخَتْ كَذَا (الاتقان فی علوم القرآن) ۵

یعنی ابن الحصار نے کہا ہے کہ کسی آیت کا منسوخ ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا جبکہ وہ صراحتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے قول سے ثابت ہو کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

بزم فیضانِ أویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

قَالَ:وَقَدْ يُحْكَمُ بِهِ عِنْدَ وُجُودِ التَّعَارُضِ الْمَقْطُوعِ بِهِ مِنْ عِلْمِ التَّارِيخِ لِيُعْرَفَ الْمُتَقَدِّمُ وَالْمُتَأَخِّرُ

قَالَ:وَلَا يُعْتَمَدُ فِي النَّسْخِ قَوْلُ عَوَامِّ الْمُفَسِّرِينَ بَلْ وَلَا اجْتِهَادُ الْمُجْتَهِدِينَ مِنْ غَيْرِ نَقْلٍ صَحِيحٍ وَلَا مُعَارِضَةٍ بَيِّنَةٍ لِأَنَّ النَّسْخَ يَتَضَمَّنُ رَفْعَ حُكْمٍ وَإِثْبَاتَ حُكْمٍ تَقَرَّرَ فِي عَهْدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعْتَمَدُ فِيهِ النَّقْلُ وَالتَّارِيخُ دُونَ الرَّأْيِ وَالِاجْتِهَادِ

---

۳ (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی،النوع الخامس والاربعون: فی عامه و خاصه، جلد۳،صفحہ۴۸،الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)

۴ (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی،النوع الخامس والاربعون: فی عامه و خاصه، جلد۳،صفحہ۵۵،الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)

۵ (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی،النوع السابع والاربعون: فی ناسخه و المنسوخه جلد۳،صفحہ۸۱،الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)

قَالَ:وَالنَّاسُ فِي هَذَا بَيْنَ طَرَفَي نَقِيضٍ فَمِنْ قَائِلٍ لَا يُقْبَلُ فِي النَّسْخِ أَخْبَارُ الْآحَادِ الْعُدُولِ وَمِنْ مُتَسَاهِلٍ يَكْتَفِي فِيهِ بِقَوْلِ مُفَسِّرٍ أَوْ مُجْتَهِدٍ وَالصَّوَابُ خِلَافُ قَوْلِهِمَا انْتَهَى.

[٦] (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی اوراُنہوں نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ کبھی نسخ آیت کا حکم لگایا جاتا ہے جبکہ قطعی طور پر یہ علم تاریخ سے متعارض آیتوں کی تقدیم وتاخیر کا علم ہوجائے اوراُنہوں نے کہا نسخ میں عام مفسرین کے اقوال یا کسی مجتہد کے اجتہاد کا کوئی دخل نہیں جب کہ اُس کی تقویت کے لئے کوئی نقلِ صحیح یا واضح دلیل موجود نہ ہو کیونکہ ناسخ کا مطلب یہ ہے کہ ایک آیت کے حکم کو رفع کرکے دوسری آیت کے حکم کا اُس کی جگہ میں اثبات کرنا اوراس باب میں صرف نقلِ صحیح کا اعتبار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے قول سے وارد ہو یا تاریخ کا بھی اعتبار ہے جبکہ حتمی طور پر اُس سے آیت کی تقدیم وتاخر واضح ہو۔

انہوں نے کہا کہ لوگوں کے اُس میں دو مختلف قول وارد ہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ناسخ کے معاملہ میں اخبارِ احاد کا بھی اعتبار نہیں (اُس کے لئے ہمیشہ خبر متواتر کی ضرورت ہوگی) اور بعض حضرات نے اُس میں سستی سے کام لیا ہے اوراُس کا دائرہ بہت وسیع کردیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مفسر کے قول یا مجتہد کے اجتہاد سے بھی نسخ ثابت ہوجائے گا لیکن یہ دونوں قول اہل علم کے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔

الْأَوَّلُ:إِذَا سِيقَ الْعَامُّ لِلْمَدْحِ أَوِ الذَّمِّ فَهَلْ هُوَ بَاقٍ عَلَى عُمُومِهِ فِيهِ مَذَاهِبُ أَحَدُهَا نَعَمْ إِذْ لَا صَارِفَ عَنْهُ وَلَا تَنَافِي بَيْنَ الْعُمُومِ وَبَيْنَ الْمَدْحِ أَوِ الذَّمِّ (الاتقان فی علوم القرآن) [٧]

پہلا...... جب لفظ عام بابِ مدح وذم میں واقع ہو تو کیا وہ اپنے عموم پر باقی رہے گا؟ اس مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔

اول....... ہاں! وہ اپنے عموم پر باقی رہے گا جب کہ کوئی قرینہ اُس کو اُس کے معنیٰ عام سے پڑھنے والا نہ ہو اور عموم اور مدح وذم کے مابین کوئی منافات نہیں ہے۔

**تبحر فی فن التفسیر کے نمونے** ﴾ بالاستیعاب تو نہیں چند آیات کے نمونے تفسیری حیثیت سے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

(ا) فتاوی افریقہ میں ہے سائل نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے متعلق سوال لکھا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبدالمصطفیٰ نام

---

[٦] (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی،النوع السابع والاربعون : فی ناسخہ و المنسوخہ، جلد۳،صفحہ۸۱،الھیئۃ المصریۃ العامۃللکتاب)

[٧] (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی،النوع الخامس والاربعون : فی عامہ و خاصہ، جلد۳،صفحہ۵۶،الھیئۃ المصریۃ العامۃللکتاب)

رکھنے کے جواز میں آیۃ " وَ اَنْکِحُوا الْاَیٰمٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ " (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۲) ﴿ترجمہ: اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔﴾ سے استدلال فرمایا اس کے بعد تفسیر القرآن بالحدیث کے قاعدہ پر آیات کی تفسیر اور اپنے موضوع کو احادیث مبارکہ کے چند حوالہ جات سے مزین فرمایا پھر اس کے بعد تفسیر القرآن بالقرآن جو تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے آیت مذکورہ کیلئے "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسْرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمْ" (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳) ﴿ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی﴾ سے استشہاد فرمایا۔ [8]

آپ کے استدلال پر فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو سامنے رکھئے تو یقین آئیگا کی اعلیٰ حضرت قدس سرہ طرز استدلال میں امام رازی ہیں۔

(۲) اسی فتاوی افریقہ میں سائل نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی بعض تصانیف میں اہل اسلام کو مخاطب فرمایا کیا آپ کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ دوسروں کو تمہارا خدا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف اسی ایک چھوٹے سوال پر اختصاراً دس آیات اور دس احادیث سے جواب مرحمت فرمایا جو آپ کی قرآن دانی کا بین ثبوت ہے۔ [9]

بزم فیضان اویسیہ www.Faizahmedowaisi.com

(۳) اسی فتاوی افریقہ میں بد مذاہب سے بیزاری کے متعلق درجنوں آیات سے استدلال کے بعد متعدد احادیث مبارکہ سے استشہاد فرمایا۔ [10]

(۴) اسی فتاوی افریقہ میں آیۃ وسیلہ کا بیان مفصّل مفسر فرمایا کہ جس میں وسیلہ کی تمام شقوں کی تفصیل پھر اس پر اسلاف صالحین کے ارشادات کی تزئین کے بعد پیری مریدی کی تمام اقسام واضح فرمائیں جن میں سچے اور جھوٹے پیروں اور فقیروں کی پہچان آسان فرمادی جو اسلاف صالحین کی تصانیف میں یکجا کہیں اسی تحقیق کے ساتھ نہ ملے گی پھر کمال یہ ہے کہ صرف ایک جملہ کی تحقیق پر کتاب کے کئی صفحات پُر فرمائے امام فخر الدین رازی قدس سرہ کو ناقدین نے معاف نہ فرمایا

---

[8] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۸، صفحہ ۲۲، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

[9] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۹، صفحہ ۲۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

[10] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۹، صفحہ ۲۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

کہا امام موصوف آیت کے مضمون کو اتنا طول دیتے ہیں کہ فن تفسیر کا رنگ بکھر جاتا ہے لیکن ہمارے امام ممدوح کا مضمون اتنا پر بہار ہے کہ جتنا طویل ہوتا گیا اتنا فن تفسیر اجاگر ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر وہی ناقدین ہمارے امام ممدوح کے مضمون کو دیکھ لیتے تو قلم رضا کو چوم لیتے۔ [۱۱]

(۵) اکثر مفسرین صرف ناقل ہوتے ہیں استنباط کرنے والے گنتی کے چند ملیں گے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اللہ کی طرف سے تائید غیبی نصیب تھی کہ آیت کی تفسیر میں نقول معتبرہ کے ساتھ احادیث مبارکہ سے جب استنباط فرماتے تو دریا بہا دیتے چنانچہ آیت "اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ" (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۱۴) ﴿ترجمہ: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔﴾ کی تفسیر میں حقوق الاولاد علی الوالد اسی (۸۰) حقوق گنائے جو سب کے سب آیت کی تفسیر سے متعلق اور احادیث مبارکہ سے مستنبط ہیں۔ صرف اسی مضمون پر ایک رسالہ "مشعلۃ الارشاد فی حقو ق الاولاد" تیار ہو گیا۔

اس کے علاوہ اور درجنوں بحثیں آیت کی تفسیر میں لائے جنہیں پڑھنے کے بعد تصدیق ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تبحر فی فن التفسیر بے مثال ہے۔

(۶) اجمالی آیات کی تفسیر میں مفسرین کا ہمیشہ اختلاف چلا آرہا ہے لیکن مفسرین کی عادت رہی ہے کہ اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ درجنوں دلائل قائم کئے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طرز نرالا ہے کہ جب اپنے موقف کی توضیح فرماتے ہیں تو سینکڑوں دلائل و براہین حوالہ قلم فرماتے ہیں چنانچہ تجلی الیقین کی تصنیف آپ کے شہسوار قلم ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے کہ منکرین نے جب آقائے کونین ماوائے ثقلین رحمت کل ہادی سبل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا انکار کیا تو درجنوں آیات قرآنیہ مع حوالہ جات تفاسیر مستندہ اور درجنوں احادیث صحیحہ اور اقوال اور اسلاف صالحین کی تصانیف سے استدلال فرمایا۔ اس تصنیف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یوں انعام نصیب ہوا کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت بشارت سے نوازا جس کا ذکر امام اہلسنّت نے تجلی الیقین کے آخر میں خود بیان فرمایا ہے۔

(۷) صرف ایک آیت پر سینکڑوں صفحات پر کتاب لکھ دی جو پوری کتاب تفاسیر کے حوالہ جات کے علاوہ اپنے استنباطات کے ساتھ اصول تفسیر سے موضوع کو مضبوط و موثوق فرمایا مثلاً آیت ممتحنہ کی تفسیر " المحجہ الموتمنہ " قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔

---

[۱۱] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۸۴-۸۳، صفحہ ۱۳۶-۱۱۶، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

(۸)مختلف مسائل پر تفاسیر لکھنے بیٹھے تو تفاسیر کے حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیئے چنانچہ ''وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ''کی توثیق میں تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات لکھوائے حیات اعلیٰ میں ۳۶ تفاسیر کی عبارت لکھوائیں پھر بھی فرمایا ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

(۹)تفسیر میں قرآنی نکات بیان فرمائے تو خود مفسرین حیرت میں آ گئے ملفوظ شریف حصہ چہارم میں فرمایا کہ ساتویں آسمان سات زمینیں دنیا ہیں اور ان سے وراء سدرۃ المنتہٰی ہے عرش، کرسی اور آخرت۔دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب،غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے: وَ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ ۔(پارہ۷،سورۃالانعام،آیت ۵۹)

**ترجمہ**:اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ربّانی ہے: لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔(پارہ۲۴،سورۃالزمر،آیت۶۳)

**ترجمہ**:اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔

'' مَفَاتِحُ '' کا حرف اوّل میم''م''اور آخری حرف حا''ح''اور'' مَقَالِیْد '' کا پہلا حرف''م''اور آخری حرف''د''ہے مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب اسے دی گئی ہیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جان نہیں

کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

یا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ مفاتیح ومقالید غیب وشہادت سے حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھی،مفاتیح مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا۔وہ ذات اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

(۱۰)اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تبحر فی فن التفسیر سمجھئے یا کرامت کہ خلاف عادت قرآن کی آیات برجستہ مخالف کو جواب دیا ،چنانچہ ایک رافضی نے کہا کہ ''اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ''(پارہ۲۱،سورۃالسجدۃ،آیت۲۲)﴿**ترجمہ**:بیشک ہم مجرموں

سے بدلہ لینے والے ہیں۔ ﴾ کے عدد 1202 ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمان کے ہیں (معاذ اللہ) اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ سن کر بے قرار ہو گئے فوراً بلا تاخیر برجستہ کئی جوابات بیان فرمائے وہ جوابات سنئے!

(رافضی لعنھم اللہ تعالیٰ) کی بناء مذہب ایسے اوہام بے سروپا پر ہے۔

**اولاً** ﴾ ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔

(۱) ہاں رافضی:۔ بارہ سو دو (1202) عدد کا ہے کہ ابن سبا و رافضہ

(۲) ہاں رافضی:۔ بارہ سو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان، الطاق کلینی بابویہ قمی طوسی حلی۔

(۳) ہاں رافضی:۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ

(پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۹)

**ترجمہ:** وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

اس آیۂ کریمہ کے عدد 2828 ہیں اور یہی عدد ہیں ''روافض اثناء عشریہ شیطانیہ اسماعیلیہ'' کے اور اگر اپنی طرح سے اسماعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہے ''روافض اثناء عشیریہ نصیریہ واسماعیلیہ'' کے۔

(۴) ہاں اور رافضی:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْءُ الدَّارِ ۝ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۵)

**ترجمہ:** ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر۔

اس کے عدد 644 ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے۔

(۵) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ صلے ق وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔

(پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۹)

**ترجمہ:** وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔

اس کے اعداد 1445 ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، سعید کے۔

(٦) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ صلے ق وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ نُوْرُھُمْ۔

(پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۹)

**ترجمہ:** وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔

اس کے اعداد 1792 اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعید کے۔

بزمِ فیضانِ اویسیہ www.Faizahmedowaisi.com

(۷)نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ صلے ق وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ۔ (پارہ ۲۷،سورۃ الحدید،آیت ۱۹)

**ترجمہ**: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔

اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین علی، طلحہ، زبیر، سعید، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے۔

آخر میں فرمایا الحمدللہ آیۃ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء طیبہ بھی سب آ گئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں۔ چند دنوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب واسماء اشرار وآیات مدح واسماء اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جس میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جائے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمد واللہ اعلم (فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ)

اس فتوے کو نقل کر کے مستفتی نے لکھا ہے شیعہ رافضی کا ماشاء اللہ قیمہ ہوگیا۔ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔

اب مجال دم زدن نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، امام اہل سنت و جماعت بہ چشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات واعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی۔

واللہ باللہ عدد اخیار و اشرار کے اسماء بلا سوچے اور بے تامل کئے فرما دیئے کہ فقیر سوا اس کے اور کوئی اندازہ نہیں کرسکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بہ ذریعہ القائے ربانی والہام سبحانی تھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰) [۱۲]

وقت کے پیش نظر یہ چند جملے پیش کئے گئے ہیں ورنہ دفتر کے دفتر اس موضوع کے لئے بھر جائیں انہی چند سطور کو مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین)

فصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیّد المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

فاخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۹ صفر ۱۴۰۳ھ بہاولپور۔ پاکستان

[۱۲] (حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰، مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر)